اسلام میں تعدد ازواج

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد
ایم اے اسلامیات و اُردو، ایم ایڈ، پی ایچ ڈی
شعبہ اسلامیات: بحریہ کالج کراچی
Prof Dr.Muhammad Arshad
M.A Islamiat & Urdu, M.Ed, P.hD
Bahria College Karachi

Abstract

The article points out that the European, American and other infidel scholars are continuously trying to accuse Islam bluntly for polygamy despite centuries before the advent of Islam in almost every society of the world not only polygamy existed but also the women were not given any moral or legal rights. Jews, Christians and Hindus have only recently banned polygamy through legislation and at the same time as the alternate spread obscenity, nudity and rape and above all they have declared it justified.

Islam has permitted to have maximum four wives at a time, keeping in view the disasters, accidents and other ground realities and after imposing several conditions and awarding various responsibilities on men, so that vice can be eliminated from the society, Nikah can be made easier and in contrast rape and obscenity can be made more difficult to indulge in.

The article briefly highlights the objectives, causes, importance and process of polygamy. In addition, a sketch of the status of women has been drawn in a nutshell in the previous nations and in their culture. It has also been tried to prove that how we can, remaining within the limits, adopt polygamy. It is emphasized that the intellectuals and the government should be on the same platform to give new life to this neglected Sunnah. If it is encouraged it will produce best results in the perspective of moral and social values. The youth can follow it in a better and spirited way.

اسلام نے مرد اور عورت کی بطور جنس کوئی تخصیص نہیں رکھی، اسلام سے پہلے عورت کی جو حالت تھی وہ محتاج وضاحت نہیں، اہلِ علم اس سے پوری طرح واقف اور باخبر ہیں، اسلام کا ان پر عظیم احسان ہے کہ اس نے انہیں قعرِ مذلت سے نکالا اور عزت واحترام کے منصب پر فائز کیا، وہ وراثت سے محروم تھی اسے وراثت میں حصہ دار بنایا، نکاح وطلاق کے معاملے میں اس کی پسند وناپسند کو قطعاً کوئی دخل نہ تھا اسلام نے نکاح وطلاق میں اسے خاص حقوق عطا فرمائے اسی طرح اسے وہ تمام تمدنی ومعاشرتی حقوق بھی عطا کئے گئے جو صرف مردوں کو ہی حاصل تھے۔(۱)

گذشتہ اقوام وتہذیبوں میں عورت کا مختصر خاکہ:

یونانی تہذیب جسے تاریخ عالم میں بلند مقام حاصل رہا ہے اور اسے مثالی تہذیب سے موسوم کیا جاتا ہے اور تہذیب کے ابتدائی دور میں صنفِ نازک قانونی، اخلاقی، اور معاشرتی حقوق سے ہی نہیں بلکہ آزادی سے بھی محروم تھی اسے ایسے گھروں میں جو راستے سے دور ہوتے مقید رہنا پڑتا اور دروازوں پر پہریدار بٹھائے جاتے، مشہور فلاسفر حکیم سقراط اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے کہ میں نے جس مسئلہ پر بھی غور کیا اس کی گہرائیوں کو باآسانی سمجھ لیا لیکن میں عورت کی فطرت کو آج تک کما حقہ نہیں سمجھ سکا، میں نہیں جانتا کہ عورت فتنہ انگیزی کی کس قدر طاقت رکھتی ہے، اگر دنیا میں عورت کا وجود نہ ہوتا تو دنیا امن و سکون کا گہوارہ ہوتی۔(۲)

اسی طرح قدیم بابلی تہذیب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اُس تہذیب میں بھی عورت کوئی مقام حاصل نہ تھا، ان کے ہاں بیٹے کو ہی سب کچھ سمجھا جاتا اور بیٹی کو وراثت میں سے کچھ نہ دیا جاتا

تھا(۳) رومی تہذیب میں بھی عورت کیساتھ غیر اخلاقی سلوک کیا جاتا، ان کے کوئی مذہبی قانونی معاشرتی حقوق محفوظ نہ تھے ذلت و رسوائی کے گڑھوں میں بس عورت زندگی کے دن پورے کرتی تھی، رومیوں نے عورت کی عملاً زبان بندی کے لئے اس کے منہ پر تالے ڈال دیئے تھے اِس تالے کو وہ موزلیسر کہتے تھے(۴) عورت قدیم مصری تہذیب میں بھی تمام حقوق سے محروم تھی، مصر کے معروف محقق استاذ محمود وعقاد اپنی تصنیف المراۃ فی القرآن میں لکھتے ہیں، اسلام سے قبل مصری عورت کے حقوق پامال ہو چکے تھے، اس زمانہ میں شرق اوسط میں رومی تہذیب کے سقوط اور اس کے سیاسی ولذت پرستی کے ردِ عمل کے طور پر دنیوی زندگی کے مقابلے میں موت کو ترجیح دی جانے لگی تھی، وہاں عورت کو ہی گناہوں کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا اور غیر ضرورت مندوں کے لئے اس سے دوری بہتر سمجھی جاتی تھی (۵) اِسی طرح قدیم ایرانی تہذیب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کے استحصال و استبداد میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی، قدیم ترین مجوس، زرتشتیوں کے تحت وہاں عورتوں کے جو حالات تھے اس سے بدتر کبھی نہ ہوئے تھے، وہ مردوں کی باندیاں تصور کی جاتی تھیں، یہاں تک کہ پانچویں صدی عیسوی میں یزدگرد دوم نے اپنی ہی بیٹی کو زوجیت میں رکھا پھر اُسے قتل کر ڈالا، بلکہ ایرانی قانون و معاشرے میں ازدواجی تعلقات کے لئے کسی رشتہ کا بھی استثناء نہ تھا، قانون نے غلام و بیوی کو ایک ہی درجہ دے رکھا تھا، ایران جو ہزار برس پہلے بھی تہذیب یافتہ سمجھا جاتا تھا، وہاں کی بدنصیب عورت احترام سے بھی محروم تھی (۶) ہندو معاشرہ نہ قبل از اسلام مہذب تھا نہ اب ہے، اُس سینکڑوں سال پرانی اس تہذیب میں تو انسانیت کا وقار نہ تھا تو عورتوں کی قدرو منزلت کہاں سے ہوتی، آج بھی وہاں سب سے زیادہ مظلوم تیرین مخلوق عورتیں ہی ہیں، آج سے اس مہذب دور میں بھی عورتوں کے ساتھ بہت ناروا سلوک کیا جاتا ہے، ان کے ساتھ گاڑیوں، بسوں کے اندر تک جنسی زیادتیاں کی جاتی ہیں، دنیا بھر کے اخبارات ورسائل میں صنفِ نازک کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے واقعات اکثر و بیشتر شائع ہوتے رہتے جو دنیا کی سب سے بڑی نام نہاد جمہوریت کے منہ پر طمانچہ ہے، اب سنئے کہ لڑکی کی پیدائش کا ذکر تہذیب و تاریخ کے ساتھ ساتھ مذہبی کتب یجر وید، اتھر وید میں بھی نہایت حقارت سے کیا گیا ہے اور ادب و شعر میں اس کی بے وفائی متلون مزاجی اور ہرجائی پن کا ذکر عام ملتا ہے، دوسری معاصر اقوام کی طرح ہندوؤں میں مذہبی عصمت فروشی کو فروغ حاصل ہوا، مندروں میں سینکڑوں نوان، دیوداسیاں، پروہتوں اور یاتریوں کی تسکین ہوس کرتی تھیں، پروہتوں نے تو لوگوں کو اس بات کا یقین دلا رکھا تھا جو شخص اپنی بیٹی دیوتا کی بھینٹ کرے گا سورگ میں جائے گا۔(۷) Ethies Enclopedia fo Relegions کا مقالہ نگار عورتوں کے بارے میں ہندوؤں کے افکار و نظریات کے متعلق لکھتا ہے کہ عورت کبھی آزاد نہیں

ہوسکتی، وہ کبھی میراث نہیں پاسکتی، شوہر کی وفات کے بعد اپنے سب سے بڑے بیٹے کے ماتحت زندگی گزارنا ہوگی (۸) منوسمرتی کے قانون کے مطابق عورت کا شوہر کی وفات کی صورت میں بھی بیٹے سے علیحدہ کوئی مستقبل نہیں، وہ کسی معاملے میں بھی خودمختار نہیں، سماجی معاملے میں اس کی حق تلفی سے بھی زیادہ سخت امر یہ تھا کہ شوہر کے مرنے کے ساتھ ہی مرجانا اور اس کی 'چتا' پر 'ستی' ہوجانا ضروری تھا، خلع کی ممانعت، نکاح ثانی کی ممانعت، میراث تک نہیں پاسکتی تھی۔ ہندوؤں کے ایک قانون کے تحت تقدیر ، طوفان، موت، زہر، الغرض سانپ بھی اتنے برے نہیں جسقدر بری اور خراب عورت ہے، جھوٹ بولنا اس کی فطرت ہے، اس طرح حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھایا جائے۔ (۹) اسی طرح عیسائیوں کے ہاں تحریف شدہ بائبل میں عورت کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا گیا ہے کہ عورت ہی تھی جس کو ابلیس نے بہکایا تھا اور آدم پر جس نے الزام لگایا تھا عورت ہی نے گناہ کرنے میں پہل کی تھی، عورت (حوا) نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا، اور شوہر کو بھی دلیلوں سے قائل کیا، حوا کا حال بالکل ابلیس جیسا ہے جوں ہی گناہ گار ہوئی آزمانے والی بن گئی۔ (۱۰) عیسایت میں عورتوں کے کلیسا میں بولنے (یعنی سوال وغیرکرنے) پر پابندی ہے، اگر کلیسا کے مجمع میں عورت بولتی ہے تو یہ شرم کی بات ہے، بنتِ حوا کلیسا میں بھی خاموش رہے گی اپنے رب سے بھی کوئی کلام نہیں کرسکتی، بائبل میں ایک جگہ عورت کے مخصوص ایام کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو ایسا جریان کہ اسے حیض کا خون آئے تو وہ سات دن ناپاک رہے گی ، اور جو کوئی اُسے چھوئے گا وہ شام تک ناپاک رہے گا، اور جس چیز پر ناپاکی کی حالت میں وہ سوئے گی وہ بھی ناپاک رہے گی، جس بستر کو وہ چھوئے، کپڑے دھوئے، پانی سے غسل کرے وہ شام تک ناپاک رہے۔ (۱۱) عیسایت کے ابتدائی دور کی ممتاز شخصیت ترتولیون Tirtulion یہ نظریہ ظاہر کرتا ہے کہ عورت شیطان کا دروازہ، شجر ممنوعہ کی طرف لیجانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی، خدا کے خلاف ورغلانے والی اور مرد کو غارت کرنے والی ہے، اسی طرح ایک اور عیسائی عالم کرائے سوسٹم Chry Sostem لکھتا ہے کہ عورت ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی نظریہ، غارت گر دلربائی، ایک راستہ مصیبت ہے، یوحنا کو قول ہے کہ عورت دنیا کے خطرناک درندوں سے زیادہ خطرناک درندہ ہے، مشاہدات کی بنا پر کہتا ہوں کہ شیر کے حملوں سے جتنے آدمی مرتے ہیں، سانپ کے کاٹنے سے جتنے آدمی مرتے ہیں، بچھو کی نیش زنی سے جتنے آدمی بیقرار ہوتے ہیں وہ کم تعداد ہے اُن لوگوں سے جو عورت کے مکر وفریب کی وجہ سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ (۱۲) یہود کی ہمیشہ سے انسانیت کے ساتھ بڑی دشمنی چلی آرہی ہے، آج بھی ان کی سازشوں سے مشرق ومغرب پریشان ہیں، اس قوم میں اللہ نے ہزاروں انبیاء مبعوث فرمائے، اس الہامی مذہب میں بیٹیوں کا درجہ بیٹوں سے کم تر

بلکہ گھر کے نوکروں اور غلاموں سے بھی کم تر تھا، بھائیوں کی موجودگی میں وہ میراث کی حقدار نہیں تھی، حتیٰ کہ باپ بیٹیوں کو فروخت بھی کر سکتا تھا، لغزشِ آدم اور خمارِ گندم کا سارا خمیازہ یہودیوں کی تاریخ میں عورت ہی کو بھگتنا پڑا وہ عورت ہی کو گناہ اور غلطیوں کا سر چشمہ عورت ہی کو دیا جاتا ہے، ٹریلین Tirtulion کہتا ہے کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم سب حوّا کی بیٹی ہو اس لیے حوّا کا حکم تم پر آج بھی قائم رہے گا اور تمہارا جرم باقی رہے گا تم ہی شیطان کا دروازہ اور شجر ممنوعہ کا استعمال کرنے والی ہو، خدا کی پہلی مخالفت کرنے والی۔۔۔ یہودیوں کی نگاہ میں عورت شیطان کی سواری ہے اور عورت وہ بچھو ہے جو ضروری طور پر ہر انسان کو ڈنک مارنے کی فکر میں رہتا ہے۔ (۱۳)

عورت سے متعلق مختلف اقوام کے اقوال:

عورت شیطان کا ہتھیار ہے۔ سینٹ برناڈ

عورت شیطان کے ہتھیاروں کی کان ہے۔ سینٹ اینتھونی

عورت شیطان کا دروازہ اور بچھو کا ڈنک ہے۔ سینٹ جیروم

عورت جھوٹ کی بیٹی، دوزخ کی سیاہی اور امن کی دشمن ہے۔ سینٹ جان دمشقی

عورت نجات پانے والی روح سے خالی ہے۔ فادر مارکون

دریا، سینگ دار جانور، بادشاہ اور عورت ناقابل اعتبار ہیں۔ چانکیہ برھمن

جھوٹ بولنا عورت کا خاصہ ہے، اور کی عقل کبھی ایک حالت پر نہیں رہتی۔ منوسمرتی

تم نے شجر ممنوعہ کو استعمال کیا، تمہارا جرم باقی رہے گا۔ ٹریلین

عورت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ مہابیر سوامی

اگر تم نجات چاہتے ہو تو تمہیں اپنی عورتوں سے تعلقات منقطع کر لینے چاہییں۔ گوتم بدھ

عورت کا دوسرا نام بے وفائی ہے۔ قدیم ایرانی کہاوت

اپنی بیویوں کی بات تو سنو مگر ان پر یقین نہ رکھو۔ چینی کہاوت

مجرد زندگی میں کامیابی کا حصول ہے اور عورت سے تعلق تباہی ہے۔ گوتم بدھ

دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے۔ روسی کہاوت

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت کو بھی مرد ہی کی طرح انسان سمجھا ہے، اور اس کے لئے حقوق متعین کئے ہیں اور اس کے معاملے میں عدل کا حکم دیا ہے اور اس کی عصمت و عفت کو تحفظ بخشا، اسلام سے پہلے عورتوں کی زندگی نہایت کسمپرسی کی حالت میں تھی، اسے بطور ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے جو مقام دیا وہ کسی سے مخفی نہیں، آج جب کہ طاقت کا توازن عالم کفر کے پلڑے میں جا چکا ہے،

اور عالمِ کفر حقوق نسواں کے نام پر دورِ جاہلیت کی تمام امنگوں کو جگانے کی کوشش کر رہا ہے جو کبھی (ان کے آباء) اہلِ حرص و ہوس کا خاصہ ہوا کرتی تھی، بس فرق صرف یہ ہے کہ کل جو باعثِ شرم و عار تھا آج وہ باعثِ فخر ہے(۱۴) شادی مرد و عورت کی ضرورت بھی ہے اور جسمانی و ذہنی تسکین کا بہترین، جائز اور حلال ذریعہ بھی، اس پر قدرت نے اجر و ثواب بھی رکھا ہے، دوسرے الفاظ میں انہی ضرورتوں کا دوسرا نام نکاح ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وانکحواالایامیٰ منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم(۱۵)

اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہوں اُن کا بھی۔

عکاف اپنی کتاب the Family Marriage میں لکھتا ہے کہ شادی ایک ایسا بندھن ہے جو ایک مرد اور ایک عورت یا ایک سے زائد عورتوں کو ایک نکاح میں ساتھ رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح برجس اور لوک کہتا ہے، شادی ایک ایسی رسم ہے جس کو معاشرتی تائید حاصل ہوتی ہے، جس میں ایک مرد اور ایک عورت یا عورتیں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتی ہیں، مگر اسلام میں شادی کا لفظ نہیں بلکہ اس کی جگہ نکاح اور طلاق جیسے بامعنی الفاظ ملتے ہیں، قرآن نے اس عہد کو میثاقاً غلیظاً پکا اور مضبوط عہد نامہ قرار دیا ہے۔(۱۶)

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدنیا کلھا متاع و خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ(۱۷)

دنیا کی نعمتوں میں سے نیک بیوی بہترین متاع ہے۔

ذرا غور کیجئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں نکاح کی کیا وقعت ہے، جب ایک شرعی بیوی بہترین متاع ہے تو دوسری شرعی بیوی بہترین متاع کیوں نہیں ہو سکتی، آج کے اس دور میں جب کہ عورت کی عزت، عفت اور عصمت داؤ پر لگی ہوئی ہے، خواتین کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے بروقت اور ہر ایک کے لئے جوڑ کا رشتہ ملنا محال ہوتا جا رہا ہے، ایسے میں نکاح ثانی ہی بہترین اور مسنون راہِ عمل ہے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

یا معشر الشباب من استطاع الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض بلبصر واحصن للفرجم (A۱۷)

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو اسبابِ جماع کی قدرت رکھتا ہو، اس

کو نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شہوت کی جگہ کو بہت بچاتا ہے۔

اور جگہ جناب رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

من اراد ان یلقی اللہ طاہراً مطہراً فلیتزوج الحرائر (۱۸)

جو شخص پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ شریف عورتوں سے شادی کرے۔

یعنی نکاح عفت و پاکیزگی کے ساتھ ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بھی ہے، عموماً جب نکاح نہیں ہوتے تو زنا عام ہو جاتا ہے معاشرہ برائی و بے حیائی کی گہری دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، جسمانی ضرورت کی تکمیل جائز طور پر جب نہیں ہوتی تو پھر لوگوں کا ارادی وغیر ارادی طور پر گناہوں کی طرف متوجہ ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں نکاح کے ذریعے ہی معاشروں سے جنسی وغیر اخلاقی برائی کا خاتمہ ممکن ہے، درج بالا حدیث میں بھی آپ ﷺ نے شریف عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی ہے، ایک دوسری حدیث پاک میں جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اذا تزوّج العبد فقد کمل نصف الدّین (۱۹)

آدمی نے جب نکاح کر لیا تو اس نے اپنا نصف دین پورا کر لیا۔

آپ ﷺ اپنے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی ہر ضرورت کا نہ صرف خیال رکھتے، بلکہ ان کی توجہ بھی گاہے بگاہے اس ضروری امر کی طرف مبذول کراتے رہتے، ایک بار حضرت عکاف بن بشیر تمیمیؓ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا عکافؓ تمہاری بیوی ہے، عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا باندی ہے، عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، تب آپ ﷺ نے فرمایا: انت إذاً من اخوان الشیطان، تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو (۲۰) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے شاگرد حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو نکاح کی اہمیت بتاتے ہوئے ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم سے نکاح کیا ہوا ہے، انہوں نے کہا نہیں، تو آپؓ ان سے فرماتے ہیں فتزوّج فانّ خیر ھٰذہ الامۃ اکثرھا نسآئً نکاح کرو کیونکہ اس امت کے سب سے بہتر فرد بیویوں کے اعتبار سے زیادہ تھے (اُن کی مراد جناب رسول اللہ ﷺ تھے) (۲۱) آج کے اس جدید دور میں بھی اکثر لوگ شادی اور شادیوں سے کتراتے ہیں، جیسا کہ آج یورپ میں ہو رہا ہے (اُن کا نظریہ یہ ہے) کہ جب بغیر کسی ذمہ داری کے عورت یا عورتیں میسر ہیں تو پھر شادی کا 'روگ' پالنے کی کیا ضرورت ہے، اب تو اللہ رب العزت معاف فرمائے حد ہو گئی ہے،

قوم لوط کے عمل کو دہرایا جا رہا ہے اور اس کو جائز قرار دینے کے لیے قوانین پاس کئے جا رہے ہیں، یعنی شوہر بھی مرد اور بیوی بھی مرد، الامان والحفیظ۔

بغیر کسی شرعی عذر کے نکاح نہ کرنا بہر بڑی نادانی اور کم فہمی کی بات ہے، ایک نعمت سے محرومی اور عمل رسول اللہ ﷺ سے انحراف ہے، فرمان رسول اللہ ﷺ ہے، وہ شخص مسکین ہے جس کی بیوی نہیں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اگر چہ وہ کثیر المال ہی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں اگر چہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو، پھر فرمایا اگر چہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو، تیسری بار پھر آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں اگر چہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو (۲۲) یہی نہیں اس طرح کی بیسیوں احادیث اور مل جائیں گی جو نکاح یا زائد نکاح کی ترغیب کے حوالے سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمائیں، جنہیں سامنے رکھ کر بخوبی یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام تعدد ازدواج پر کتنا اصرار کرتا ہے، افسوس آج تعلیمات رسول ﷺ کو توڑ مروڑ کر کے پیش کیا جاتا ہے اور شادی کو وبال اور مصیبت گردان کر بھوک و افلاس کا خوف دلایا جاتا ہے، حالانکہ متعدد ایسے واقعات گزرے ہیں جن میں خود جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے انتہائی غربت و افلاس میں ایک ایک، دو دو اور تین تین نکاحوں کی ترغیب دی اور جب انہوں نے یہ مبارک عمل اختیار کیا تو اللہ پاک نے خوشحالی بھی عطا فرمائی آپ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے۔ التمسو االغنی فی النکاح یعنی غنا نکاح میں تلاش کرو (۲۳) یہ بات ذہن میں رہے کہ غنا سے مراد وہ برکت ہے جو بعد از نکاح حاصل ہوگی نہ کہ اس سے مراد آج کا مُروجہ جہیز ہے جو لڑکی لے کر آتی ہے یہ تو مرد کی مردانگی پر سوالیہ نشان ہونے کے علاوہ بے شمار مسائل کا سرچشمہ ہے جو بلا وجہ کا لڑکی کے والدین پر بوجھ بھی ہے اور نکاح کے مبارک عمل میں بہت بڑی رکاوٹ بھی ہے، رزق کا وعدہ اللہ کی طرف سے ہے پھر نہ جانے کیوں لوگ خود ساختہ وہموں اور وساوس میں گرفتار رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان یکونوا یغنھم اللہ من فضلہٖ واللہ واسع علیم (۲۴) ہے، اور اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیگا اور اللہ کشائش والا ہے۔ اہلِ ایمان کو مزید حوصلہ دیتے ہوئے اللہ فرماتا ہے: ویرزقہ من حیث لا یحتسب (۲۵) اور وہ اللہ انہیں ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے ان کو خیال بھی نہیں گزرتا، سوچنے کی بات ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تو نکاح کی حوصلہ افزایہ فرما رہے ہیں اور ہم غیروں کی دیکھا دیکھی نکاح سے اجتناب اور کسی حد تک پہلوتہی یا انکار کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے تو بعض صحابہ کرامؓ کے نکاح انتہائی سادگی سے کر کے ہر غریب امیر کے لئے شاندار مثالیں قائم فرمائیں مثلاً کسی صحابیؓ کا نکاح لوہے کی معمولی انگوٹھی، کسی کا تعلیم القرآن، کسی کا معمولی لنگی پر اور کسی کا اپنی بیوی کو ایک چپل ہی مہر میں دینے پر نکاح کروا دیا گیا (۲۶)

دور جاہلیت سے لیکر آج تک لوگ نکاح کے سلسلے میں افراط وتفریط اور غلو کا شکار ہیں، جس طرح دور جاہلیت میں لوگ بے نکاحی زندگی گزارنے کو افضل عبادت سمجھتے تھے، بعض لوگ رہبانیت کو ہی کامیابی کا ذریعہ گردانتے، بعض لوگ لاتعداد شادیوں کو جائز سمجھتے، الغرض اس افراط وتفریط میں عورت ہی پر زیادہ مسائل ومصائب آتے، آج بھی کہیں اسلام کے نام پر کوئی سو بچوں کی پیدائش کی سیریز مکمل کرنے کیلئے شادیوں پہ شادیاں کرتا چلا جا رہا ہے اور اس حوالے سے متعدد بیویوں کو صرف زائد عمر پر طلاق پہ طلاق بھی دیئے رہا ہے، بعض یورپی ممالک بالکل اس کے برعکس مرد سے مرد کی شادیوں کو قانونی شکل دے چکے ہیں جن میں فرانس، برطانیہ، جرمنی اور امریکہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں (۲۷) اسلام ایک معتدل دین ہے جس کی تعلیمات الہامی ہیں اور رب العالمین کی منشا اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، نکاح چونکہ نئے خاندان کی بنیاد ہے اور معاشرے کی اکائی ہے اس لیے اس پر زور دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا ہے: النکاح من سنتی فمن فمن رغب عن سنتی فلیس منی (۲۸) نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا میرا اس کا کوئی تعلق نہیں، عقل پرست اسلام کے اس عمل تعدد نکاح پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام میں چار شادیوں کا عمل عورت کے حق میں ظلم اور آزادی نسواں کے خلاف ہے، ذرا عرب کے قبل از اسلام جاہل معاشرے پر نظر ڈالیں تو وہاں بھی ایک سے زائد شادیوں کا پتہ چلتا ہے جب کہ قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ نے تو عدل کی شرط کیساتھ اس عمل کو صرف چار تک محدود کیا ہے، غیر محدود شادیوں اور لاتعداد تعدد ازدواج کی بدولت گویا عورتوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں کی طرف دھکیلا جا رہا تھا اور اُن کے درمیان عدل کا تصور مفقود تھا (۲۹) ڈاکٹر جواد علی اپنی کتاب المفصل فی تاریخ عرب قبل اسلام میں لکھتا ہے کہ عرب جاہلیت میں مرد کا یہ حق سمجھا جاتا تھا کہ وہ جتنی چاہے عورتوں سے شادی کرے کیونکہ اس دور کے ضابطوں کے مطابق مرد عورتوں سے شادی کے بارے میں کسی بھی طرح کے ضابطوں کے پابند نہ تھے، اسی طرح قدیم چینی معاشروں میں لیکی کی شریعت کے مطابق ۱۳۰ بیویاں تک رکھنے کی اجازت تھی، بعض قدیم چینی حکمرانوں کے متعلق تو ۳۰ ہزار بیویاں رکھنے کا پتہ چلتا ہے (۳۰) مقالہ نگار ڈاکٹر علوینہ لکھتی ہیں کہ شریعت نے جن حقوق کی ذمہ داری لی ہے اس میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ عورت اپنے شوہر سے جنسی تسکین حاصل کرے، اور مرد کے جسم پر اس کا جزوی حق ہے، اور عورت کو یہ بھی حق ہے کہ اپنے شوہر سے مباشرت کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کہ اگر شوہر کہیں سفر وغیرہ پر جا رہا ہو، اور چار ماہ کی مدت تک اُسے چھوڑ کر جائے تو وہ اُسے واپس آنے کا بھی کہہ سکتی ہے۔ (۳۱) اب چار ماہ تک عورت شوہر کی رفاقت کے بغیر کسی طرح گذارہ کر سکتی ہے، جنسی تسکین اس کا حق بھی ہے اور فطری

ضرورت بھی، شادی شدہ عورت کے پاس تو اس کا جائز راستہ شوہر کی صورت میں موجود ہے، غیر شادی شدہ عورت جس کی شادی ہی نہیں ہوئی اور عمر گزرتی جا رہی ہے، اسی طرح وہ بیوہ جو جوانی میں ہی شوہر کے سائے سے محروم ہو چکی ہو، یا وہ مطلقہ جس کا گھر کسی بھی وجہ سے اجڑ چکا ہو، وہ اس فطری جنسی خواہش کو کس طرح سے پورا کر پائیں گی، اس طرح کے اور بھی بہت سے سوالات ہیں جن کے جوابات معاشرہ ہم سب سے طلب کرتا ہے، لہذا اہلِ علم ودانش اس حوالے سے معاشرے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کوئی قابلِ قبول حل نکالیں، تاکہ معاشرے کو بڑھتی ہوئی بے چینی اور بے راہ روی سے بچایا جا سکے۔ عقل پرست دہریوں، باطل فرقوں اور یہود و نصاریٰ کے تھنک ٹینک کی لغو اور فرسودہ منطق ایک طرف مگر قرآن وسنت اور عقلی دلائل سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ مرد کا بیک وقت ایک سے زائد چار شادیاں تک کرنا عین فطرت اور بشری تقاضوں کے عین مطابق ہے، بلکہ یہ تو خود عورت کے حق میں بھی مفید ہے(۳۲) اسلام نے مسلمانوں کو ازدواجی زندگی گزارنے کی طرف عمل نکاح کی اہمیت بتا اور جتلا کر متوجہ کیا ہے، کیونکہ اسلام اجتماعیت پسند مذہب ہے۔ آپ ﷺ نے زائد نکاح کرنے کی بہت ترغیب دی ہے متعدد صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا ہے (۳۳) اسی طرح چاروں خلفائے راشدین نے تعدد ازدواج کے قانون پر عمل کیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ اگر میری زندگی کے دس دن باقی رہ جائیں تو تب بھی میں یہ خواہش کروں گا کہ نکاح کر لوں، حضرت معاذ ابن جبلؓ طاعون عمواس کے دوران بھی نکاح کا اصرار کرتے ہیں اسی مرض میں ان کی دونوں ازواج وفات پا گئی تھیں جب کہ ان کا خود بھی اسی مرض میں انتقال ہوا، فرماتے تھے بھائیو میرا نکاح کر دو میں بغیر نکاح کے رب سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا، اسی طرح حضرت عاتکہؓ نے خود بھی یکے بعد دیگرے پانچ نکاح فرمائے اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے صحابیات کے احوال بیان کئے ہیں قریباً ساٹھ سے زائد ایسی صحابیاتؓ کے نام ملے ہیں جنہوں نے شوہروں کی وفات یا شہادت کے بعد یکے بعد دیگرے دو دو، تین تین، چار چار اور بعض نے تو پانچ تک نکاح کئے (۳۴) اسلام نکاح کا دفاع کرتا ہے اور بے نکاحی زندگی کو سخت ناپسند کرتا ہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے بے نکاح مرد اور بے شوہر عورت کو حد درجہ قابلِ رحم اور تہی دست فرمایا ہے۔ گو کہ مال و دولت والے ہی کیوں نہ ہوں ایسے لوگوں کو آپ ﷺ نے تین بار مسکین فرمایا ہے۔ (۳۵) لوگ کچھ بھی باتیں کریں یہ دنیا پرست لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکمتوں کو نہیں پہنچ سکتے قوانینِ فطرت بھی یہی ہیں کہ اللہ نے مرد کو جو نفسی کیفیات دی ہیں ان کا تقاضا ہی کچھ اور ہے، پھر خواتین کے عوارض کچھ ایسے ہیں کہ کچھ عرصے کے لئے ان کا اپنے شوہروں سے دور رہنا لازمی امر ہے اس کے علاوہ گھر کی دیکھ بھال میں تھکان وغیرہ ایسی باتیں ہیں کہ بسا اوقات ایک خاتون ان

میں الجھ کر رہ جاتی ہے اس دباؤ کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے اگر گھر میں دو یا زائد عورتیں ہوں گی تو خوش اسلوبی سے کام کر لیں گی بشرطیکہ وہ اپنے اس تعلق کو سوت کے بجائے بہناپے میں بدل لیں ۔(۳۶) متعدد نکاحوں کی ضرورت وحکمت کو سمجھنے کے لئے پیدائش کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو مرد و عورت قریباً برابر پیدا ہوتے ہیں، پھر خواتین میں قوت مدافعت زیادہ ہوتی ہے مرد (بچے) جوانی کی عمر میں پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں بعض جنگ و جہاد میں کام آجاتے ہیں بہت سے بحری جہازوں میں غرق ہو جاتے ہیں اسی طرح بہت سارے کانوں میں مارے جاتے ہیں عمارتوں کی تعمیر میں بہت سارے مرد اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں ایسے میں عورتوں کی تعداد مسلسل بڑھتی رہتی ہے، بیوائیں اور مطلقہ عورتیں بھی غیر شادی شدہ خواتین کے ساتھ اضافے کا خاصا سبب بنتی ہیں ایسے میں اگر اسلامی تعدد ازدواج کا راستہ نہ اپنایا جائے تو معاشرے کو برائی اور بے حیائی کی راہ سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ اس وقت امریکہ میں اگر ہر شخص شادی کر بھی لے تب بھی تین کروڑ خواتین بغیر شوہروں کے رہ جائیں گی حالانکہ وہاں ڈھائی کروڑ سے زائد ہم جنس پرست بھی ہیں، برطانیہ میں کم وبیش چالیس لاکھ خواتین مردوں سے زائد ہیں، جرمنی میں پچاس لاکھ جبکہ روس میں یہ تعداد ستر لاکھ سے متجاوز ہے ۔(۳۷) پاکستان میں تو یہ صورتحال اور بھی بھیانک ہے یہاں قریباً ایک کروڑ سے زائد خواتین نکاح سے محروم ہیں (۳۸) جس کی وجوہات میں جہیز، تعلیم کی کمی یا زیادتی اور برادری سسٹم وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، مغرب کے اس دجالی فتنے نے تعدد ازدواج کو اسلام کی خصوصیت بنا دیا ہے، دوسرا کام انہوں نے یہ کیا ہے کہ شدید ترین پروپیگنڈے کے زیر اثر اسے ایک قبیح فعل بنا دیا ہے جس کی توقع معاذ اللہ کسی شریف آدمی سے نہیں کی جا سکتی (۳۹) شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ مسئلہ تعدد ازدواج کے متعلق مخالفین نے جس قدر ورق سیاہ کئے ہیں ان کا تو کوئی حساب نہیں کسی نے اس مسئلے کے تحت خدا کے پاک مذہب کو ظالم بتایا، کسی نے آزاری بنی آدم کا خطاب عطا کیا، کسی نے اپنے لیکچروں میں یہاں تک کہا کہ اسلام سے بجز تعدد ازدواج کی کچھ روشنی دنیا میں نہیں آئی، کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ لیکن یہ مسئلہ اپنی بنائے قوی (قانونِ فطرت) کی وجہ سے ایسا مضبوط ہے کہ ایسے ویسے ہوا کے جھونکوں سے تو کیا بڑے بڑے زلزلوں سے بھی متاثر نہیں ہونے والا (۴۰) خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایھا الناس!ان نساء کم علیکم حقا ولکم علیھن... وانما
النّساء عند کم عوان لایملکنلا نفسھن شئیا. واتکم انما
اخذ تموھن بامانۃ اللہ، واستحللتم فروجھن بکلمات اللہ، فا

تّقو اللہ النساء، واستوصوا بھنّ خیراً

ترجمہ: اے لوگو! تمہاری بیویوں کا تمہارے ذمہ حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے بلاشبہ عورتیں تمہارے پاس مقید ہیں کہ وہ اپنی ذات کے لئے کسی چیز پر قادر نہیں، بلاشبہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے اوپر اللہ کے کلمات (نکاح) کے ساتھ حلال کیا ہے لہذا عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو (۴۱)

آپ ﷺ کے مبارک خطبے سے صاف ظاہر ہے کہ تعدد ازدواج کی رعایت رکھتے ہوئے مردوں کو نصیحت فرمائی ہے خود اللہ اپنے بابرکت اور دائمی کلام قرآن مجید میں نکاح اور تعدد ازواج سے متعلق فرماتا ہے۔

وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحو ما طابہ لکم من انساء مثنیٰ و ثلثہ وربع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ اَو مامَلَکَت اَیمانُکُم ط ذٰلِکَ اَدنیٰ اَلاّ تَعُولُوا (۴۲)

ترجمہ: اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیموں (یتیم بچیوں) کے بارے میں عدل نہ کرسکو گے تو اور دوسری عورتوں سے نکاح کرو جو اُن مین سے تمہیں پسند ہوں، دو دو، تین تین، چار چار، سے اگر تمہیں ڈر ہو کہ اُن بیویوں سے عدل و انصاف نہ کر سکو گے تو بس پھر ایک ہی پر اکتفا کرو یا اُن پر (اکتفا) کرو جو تمہاری لونڈیاں ہیں، یہ زیادہ بہتر ہے کہ تم ظلم کرو۔

اس آیت مبارکہ میں تصریح ہے کہ عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مرد چار تک بیویاں اپنے عقد میں رکھ سکتے ہیں نیز اللہ نے اس آیت میں افراط وتفریط سے منع فرمایا ہے کیونکہ دورِ جاہلیت میں لوگوں نے چار سے زائد شادیاں کر رکھی تھیں ۔ حضرت عائشہؓ اس آیت کی تفصیل میں فرماتی ہیں صاحب حیثیت اور صاحب مال یتیم لڑکی اگر کسی ولی کے زیر اثر ہوتی تو وہ اس کے مال اور حسن و جمال کی وجہ سے ان سے نکاح تو کر لیتے مگر انہیں پورا حق مہر نہیں دیتے تھے اللہ نے انہیں اس ظلم سے روکا کہ اگر انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ان سے نکاح ہی مت کرو تمہارے لئے دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا راستہ کھلا ہے۔ (۴۳) حضرت عکرمہؒ گذشتہ آیت کی تفصیل میں فرماتے ہیں کان الرجل یتزوج الاربع و الخمس والست والعشر فیقول مایمنعنی من ان اتزوّج کما یتزوّج فلان، فیاخذ مال الیتیم، فیتزوّج بہ فنھوا ان یتزوّج الرجل فوق العربع (۴۴) ترجمہ: آدمی چار، پانچ، چھ اور دس دس تک شادیاں کرتا اور کہتا کہ

میں فلاں فلاں کی طرح کیوں شادیاں نہ کروں، پھر وہ اپنے (زیر نگرانی) یتیم کے مال کو نئی شادی رچانے پر خرچ کرتا جاتا (لہذا اس آیت میں اس طرح کے لوگوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ چار سے زائد شادیاں بیک وقت نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفصیل میں یوں فرماتے ہیں:

قصر الرجال علی اربع من اجل الاموال الیتمی (۴۵)

یتیموں کے مال کی حفاظت کی خاطر مردوں کو صرف چار شادیوں پر اکتفا کرنے کا کہا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلّقة (۴۶)

اور تم ہرگز عورتوں کے متعلق عدل نہ کرسکو گے اگرچہ تم اس کی حرص ہی کیوں نہ کروسو بالکل ہی ایک طرف مت پھر جانا کہ دوسری کو لٹکتی ہو چھوڑ دو۔

یہ آیت بھی تعدد ازدواج پر صریح ہے، البتہ مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کماحقہ عدل تو نہیں کر سکتے ہو البتہ ایسا بھی نہ ہو کہ ایک بیوی کی طرف مکمل پھر جاؤ اور دوسری کو لٹکتی ہوئی چھوڑ دو(۴۷) یعنی اس کے دوست وغمخوار ہی نہ بنو اور اس کی حاجات وضروریات سے پہلو تہی کرنے لگو، یعنی اس طرح نہ وہ زندوں میں رہے اور نہ مردوں میں، درج بالا آیت بھی ایک سے زائد بیویوں کے رکھنے کی اجازت کے حوالے سے نص صریح ہے، اس لئے کہ اس آیت میں بھی متعدد بیویوں کے متعلق انصاف کرنے کو نہایت مشکل عمل بتایا ہے، مگر اس کے باوجود اس اجازت کو ختم نہیں فرمایا، بلکہ کسی بیوی کو یکسر نظر انداز کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ تاکید کی ہے کہ اگر قلبی میلان میں تم خواہش رکھنے کے باوجود عدل نہیں کر سکتے تو تم باری مقرر کرنے اور نان ونفقہ اور دیگر ضروریات مہیا کرنے میں تو عدل کرو، اور کسی ایک بیوی کو بالکل فراموش نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زائد نکاح ناگزیر ضرورت کے بغیر کرنا مناسب نہیں، تاہم عند الضرورت اس کے جواز میں کوئی شک نہیں جیسا کہ قرآن کی دونوں آیات سے واضح ہے۔ پہلی آیت سے استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ آیت میں عدد کے تینوں کلمات عدل اور وصف کی بنیاد پر غیر منصرف ہیں، گویا یہ معدول ہیں، یہ کس سے معدول ہیں، یہ معدول (پھرے ہوئے) ہیں، اِثنین، ثلاثہ اور اربعہ سے اور اس میں سے ہر ایک اپنی نوع کی تکرار پر دلالت کرتا ہے، پس 'مثنیٰ'، اِثنین اِثنین، 'ثلاث

ثلاثۃ ثلاثۃ اور 'رباع' اربعۃ اربعۃ پر دلالت کرتا ہے، جیسے کہا جائے 'جآء نی القوم مثنیٰ او ثلاث او رباع' تو اس کے معنی ہونگے میرے پاس قوم کے لوگ دو دو، تین تین، اور چار چار کرکے آئے، یہ عربی زبان کا ایسا اسلوب ہے جس میں کوئی شک نہیں اس اعتبار سے آیت میں ان الفاظ کا ترجمہ دو دو، تین تین، اور چار چار ہی ہوگا۔ جس سے بیک وقت ایک سے زائد عورتوں سے نکاح کرنے کا جواز اور چار سے زائد کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے، علاوہ ازیں آگے 'فواحدۃ' سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، یعنی اگر تم محسوس کرو کہ تم ایک سے زائد یعنی دو یا تین یا چار عورتوں کے درمیان انصاف نہیں کرسکو گے تو تم ایک ہی عورت سے نکاح کرو(۴۸) اس بات کی تصدیق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے بھی ثابت ہے بعض صحابہ کرامؓ جب مسلمان ہوئے تو اُن کے عقد میں چار سے زائد بیویاں تھیں مثلاً حضرت قیس بن حارثؓ کے نکاح میں آٹھ اور غیلان بن سلمیٰ ثقفیؓ کے نکاح میں دس بیویاں تھیں قبولِ اسلام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اختر منھن اربعاً ان میں سے کوئی چار پسند کرلو، اور باقیوں کو طلاق دے کر اپنے حبالہ عقد سے خارج کردو(۴۹) آج لوگ خصوصاً مغربی ذہن رکھنے والے سمجھتے ہیں کہ ایک سے زائد بیویاں مرد کی عیاشی کا سبب ہیں ہرگز ایسا نہیں ہے، ان کا ذہن ہرگز اسلام کی حکمتوں کی طرف جا ہی نہیں سکتا، اجازت اور حکم کے فرق کو نظر انداز کرکے بعض لوگ اسلام کی اس نہایت اہم اجازت پر بڑی نکتہ چینی کرتے ہیں، حالانکہ یہ اجازت عورتوں کے حق میں اسلام کی بڑی خوبیوں میں سے ایک عظیم خوبی ہے۔ بعض دفعہ ایک سے زائد بیویاں اس کے لیے ناگزیر ہوتی ہیں اور بعض دفعہ کچھ مصلحتیں چار شادیوں کی وجوہات اور اس کی متقاضی ہوتی ہیں، اس لیے جہاں ضرورت یا مصلحت ہو وہاں دوسری، تیسری اور چوتھی بھی کرنا جائز ہوگا(۵۰) اس بات کو سائنسی انداز میں سمجھاتے ہوئے Kersten Lawrence اپنے تحقیقی مقالہ Love Without Fear میں رقمطراز ہیں کہ مرد اپنی ساخت اور اجزائے ترکیبی کے اعتبار سے عورت سے بہت مختلف ہے اس میں حیاتیاتی نقطہ نظر سے عورتوں کی طرف کھنچاؤ زیادہ پایا جاتا ہے اور یہ کھینچنے والی قوت جنسی تسکین کی خواہش ہوتی ہے، نیز مرد دکھائی دیئے جانے والے اجسام کے حُسن کے گرویدہ ہوتے ہیں، اس لئے انہیں پانے کے لئے جنسی طور پر بے قرار ہوجاتے ہیں، عورتوں کی نسبت مرد با آسانی آمادہ رومان ہوجاتے ہیں، اور فریقِ مخالف سے ہر قیمت پر وابستہ رہنا چاہتے ہیں، اس کی ایک ظاہری وجہ قدرتی کیمیکل (پی ای اے) Phenylethylamine ہے جو عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح مردوں میں حیاتیاتی کیمیائی مادہ فوطیرون Testosterone عورتوں کی نسبت دس تا بیس فیصد زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے جو ان کی جنسی خواہش کو بڑھاتا ہے، اسی طرح مردوں میں ایک سے زائد عورتوں سے تعلق

کی خواہش بھی زیادہ ہوتی ہے(۵۱)اس خواہش اور طاقت کو جو اللہ نے مردوں میں وافر مقدار میں رکھا ہے اس کی بہت ساری حکمتیں ہوسکتی ہیں، بعض مردوں میں اللہ تعالیٰ نے شہوت ہی زیادہ رکھی ہے اور ان کی ضرورت ایک سے پوری نہیں ہوسکتی، یہ ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو اپنے نفس پر قابو پانا بہت مشکل ہوتا ہے، لہذا اگر ایسے مرد کو دوسری، تیسری یا چوتھی شادی سے روکا جائے گا تو ضرور وہ زنا کی طرف مائل ہوگا(۵۲)اسلام نے اسی برائی سے تو روکنے کے لئے تعدد ازدواج کی محدود اجازت دی، دنیا سمجھتی ہے کہ یہ شائد اسلام کا کوئی انوکھا حکم ہے، نہیں نہیں! یہ تو اسلام کی آمد سے بہت پہلے سے دنیا کے مختلف خطوں میں اپنی پوری آب و تاب کیساتھ جاری تھا اور تمام ہی مذاہب ہیں ماضی قریب تک لا محدود طور پر جاری و ساری بھی رہا، البتہ ان تمام معاشروں میں عورتوں کے بحیثیت بیوی تو کیا بحیثیت ماں اور بیٹی تک کے کوئی حقوق نہ پہلے کبھی تھے اور نہ آج ہیں اور نہ آئندہ کبھی اس کی کوئی امید نظر آرہی ہے۔اسلام میں نکاح سے مراد مرد اور عورت سے اولاد کا حصول ہے وہیں پر جائز اور حدود میں رہ کر جنسی خواہش کی تسکین بھی ہے، اس لئے آپ ﷺ نے ایک شخص کو جو صاحب جمال و صاحب نسب عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا، آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، لیکن اس سے اولاد کی امید نہ تھی، آپ ﷺ نے اس عورت سے شادی کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی، وہ شخص دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اجازت طلب کرنے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تزوّجوا الوَدُودَ الوَلُودَ فإنّی مُکاثرٌ بکُم الامَمَ زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو اس لیے کہ میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا(۵۳)بعض دفعہ کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ بانجھ ہوتی ہے، یا اُسے کوئی اور ایسی بیماری لاحق ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتی ہے، جس سے مرد وارث پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم رہ جاتا ہے، لہذا علاج معالجہ کرانے کے بعد بھی اگر اس کا بانجھ پن یا بیماری ختم نہیں ہوتی تو ایسی حالت میں مرد کے سامنے دو راستے ہیں یا تو اس بانجھ شدہ عورت کو طلاق دے دے یا پھر اُس کے ساتھ ساتھ (ہوتے ہوئے) دوسری شادی کرلے، تاکہ اس کی پہلی بیوی کی زندگی بھی، مشکل میں نہ آئے اور اُسے بھی شوہر کی رفاقت کے ساتھ ساتھ دوسری بیوی کے بچوں کی الفت پیار حاصل ہوسکے، متعدد لوگوں کے مشاہدے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ دوسری بیوی کے بچے اپنی سوتیلی ماں کو بڑی امی جان کہہ کر پکارتے ہیں اور آخری دم تک اُن کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، مرد اگر ایسی صورتحال میں دوسری شادی نہیں کرتا تو قطع نسل لازم آئے گی، اسی طرح بیمار عورت بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات مرد کی جنسی تسکین نہیں کرپاتی ہے اور بیماری کی وجہ سے وہ اس کی پوری طرح سے صلاحیت بھی نہیں رکھتی اس صورت میں بھی دوسرا راستہ

نہ صرف معتدل ہے بلکہ عین عدل ہے، اور مرد کو غلط راہ اور برائی کی طرف جانے سے روکنے والا ہے۔
بعض دفعہ بلکہ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ معاشرے میں عورتوں کی کثرت ہوجاتی ہے، مثلاً مرد دورانِ تعمیرات، فضائی و بحری اسفار میں ہلاک ہوجاتے ہیں، اسی طرح جنگ و جہاد میں بھی اکثر مرد ہی کام آتے ہیں، یا ایسے ہی بعض دوسرے حوادثات میں تشویش ناک حد تک خواتین کی کثرت ہو جاتی ہے، جس میں کنواریوں کے ساتھ ساتھ بیواؤں کی تعداد بھی کافی زیادہ ہوتی ہے، جیسے انقلابِ ایران، انقلابِ فرانس، جنگِ عظیم اوّل و دوم، امریکہ عراق جنگ، امریکہ افغانستان، جنگیں اور حالیہ لیبیا اور شام کی خانہ جنگی میں بے تحاشا مرد ہلاک و معذور ہوئے ہیں آج دنیا بھر میں سوائے ہندوستان کے خواتین کی تعداد زیادہ ہے چونکہ ہندوستان میں ہر سال دس لاکھ بچیاں قبل از پیدائش ہی قتل کر دی جاتی ہیں، ڈاکٹر ذاکر نائک کہتے ہیں کہ اسلام ہی دین فطرت ہے، اسے فطرت کے مطابق ہی چلانا چاہیے، تارک الدنیا راہباؤں اور مندروں میں بظاہر دنیا تج کرنے والی داسیوں کی فطرت کے خلاف جنگ کا پردہ اب چاک ہوچکا ہے، کتنی ناشائستہ اور افسوس ناک خبریں میڈیا کے ذریعے ہم تک پہنچ رہی ہیں اور ہم اس الم ناک حقیقت سے آگاہ ہیں کہ کنوار پنے میں زندگی گزارنے کا دعویٰ ڈھونگ سے زیادہ کچھ نہیں، اس سے تو کہیں زیادہ بہتر ہے کہ خفیہ اور مصنوعی زندگی گزارنے یا پھر ان گنت مردوں کے ہاتھوں کھلونا بننے کے بجائے ایک ایسے مرد سے شادی کر لی جائے جس کی پہلے سے ایک بیوی موجود ہے(۵۴) مغرب میں چونکہ ایک سے زائد شادی قانوناً ممنوع ہے، اس کا نتیجہ مذکورہ پابندی کی آڑ میں مردوں نے بغیر شادی کئے کئی کئی عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے وہاں برائی اور بے حیائی عام ہے، ایسی پابندی کی وجہ سے مردوں کے لئے حرام کاری اور زنا معقول راستہ ہے یا پھر تعدد ازداج معقول راستہ تھا جس میں عزت، سکون اور اولاد سب کچھ ہے، ظاہر ہے ہر سمجھ دار آدمی تعدد ازدواج والے راستے کو ہی معقول راستہ قرار دیگا، اس کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ معقول ہونے کی یہ بھی ہے کہ تعدد ازدواج میں عورت کو بھی تحفظ ہے اور اس کی عزت وعفت غیر مرد کی پہنچ سے بعید تر ہے اور اسی طرح پیدا ہونے والی اولاد بھی شفقتِ پدری سے محروم ہوگی نہ ہی زندگی بھر انہیں حرامی اور ناجائز ہونے کے طعنے سننے پڑیں گے، تعدد ازدواج کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ مرد کی افزائش نسل کی مدت عورت سے زیادہ ہوتی ہے مرد میں تولید اور افزائش نسل کی صلاحیت ستر سال (اور بعض بعض کی تونوے سال) تک باقی رہتی ہے جبکہ عورت میں یہ صلاحیت پینتالیس تا پچاس سال کی عمر میں ہی ختم ہوجاتی ہے یہ بات اپنی جگہ پر مسلمہ حقیقت ہے کہ مرد و عورت کے نکاح کا اہم ترین مقصد افزائش نسل کے ذریعے زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھنا ہے(۵۵) اسی طرح تعدد ازدواج کی

ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ عورت ہر وقت اس قابل نہیں رہتی کہ خاوند اس سے ہم بستر ہو سکے معذوری میں ہر ماہ کچھ دن ایسے بھی آتے ہیں جب دونوں کو ایک دوسرے سے دور رہنا پڑتا ہے، اسی طرح حمل کے آخری مہینے بھی نہایت احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں، وضع حمل کے بعد بھی خاوند بیوی سے قربت نہیں کر سکتا، ایسی تمام صورتوں میں تعدد ازدواج ہی بہترین حل ہے(۵۶) تعدد ازدواج کی ایک اور اہم وجہ کفو بھی ہے، جس میں اسلام، نسب، حرفت، حریت، دیانت اور مال کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اب اگر کسی مرد کی شادی کسی ایسی عورت سے ہوگئی جو اس کا کفو نہیں ہے تو مثلاً اگر کسی شخص کی بیوی دیندار، پڑھی لکھی وغیرہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں مرد کا دوسری شادی کر لینا ہی اس کا بہترین حل ہے، جناب تنزیل الرحمٰن لکھتے ہیں کہ کفو وہ شخص کہلاتا ہے جو مذہب، آزادی، پیشہ، دیانت اور عقل میں ہمسر ہو، کفات کے لغوی معنی ہمسری کے ہیں، بالعموم ان دو افراد کو ایک دوسرے کا کفو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہوں، ایک نسب ہو، آزاد ہوں، نیک پیشہ ہوں، دیانت اور مالداری میں مساوی ہوں، کفو کا ایک مطلب ''رشتہ'' ہے کہ جب لڑکے لڑکی کی شادی کا مسئلہ آئے تو والدین کو چاہیے کہ اُن کا رشتہ طے کرنے سے پہلے دیکھ لیں کہ انہیں اپنی اولاد کا رشتہ کن لوگوں میں کرنا ہے(۵۷) حدیث مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چار وجوہات کی بنیاد پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کے حسن کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں پس تم دیندار عورت کے حصول کی کوشش کرو(۵۸) مرد کی فطرت کو سمجھ لینے سے یہ بات زیادہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ ہر مرد وزن کی سمجھ میں آجانی چاہیے کہ مرد ایک سے زیادہ شادیاں کیوں کرتا ہے، اوّل تو یہ کہ اُسے یہ حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، دوسرا یہ کہ تعدد ازدواج کی خواہش ہر مرد (چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب وقوم سے ہو) کی تخلیقی حقیقت کا حصہ ہے، لہذا اس حوالے سے مغرب زدہ دانشوروں کی خود ساختہ تشویش اور دقیانوسی قیاس آرائیوں اور بلا جواز تنقید پر کان دھرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے، سننے اور دیکھنے میں آتا ہے کہ شوہر کی دوسری شادی کرنے پر پہلی بیوی خود کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتی ہے یا اپنی ذات میں خامیاں اور نقص تلاش کرتی ہے کہ میرے اندر فلاں عیب ہوگا یا مجھ میں فلاں اہلیت نہیں تھی شائد اس لیئے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہے، قرآنی وحی جو مردوں کو عدل و انصاف کے تقاضوں کے ساتھ تعدد ازدواج کی اجازت دیتی ہے اس کا منشاء یہی ہے کہ مردوں کو اللہ نے مخلوق ہی ایسی بنایا ہے کہ وہ لازماً زیادہ بیویوں کا متمنی رہے گا ۔۔۔ ذرا سوچئے سیدہ اماں عائشہؓ سے نکاح کے بعد آپ ﷺ نے دس دیگر خواتین سے نکاح فرمائے

،تو کیا ہم یہ خیال کرلیں کہ خدانخواستہ اماں عائشہؓ میں کوئی نقص تھا؟ نہیں ہرگز نہیں! یہ سوال اور یہ سوچ ہی نہ مناسب ہے(۵۹) میرے عزیزو! قربانی یہی نہیں کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی سنت کو زندہ رکھتے ہوئے ۱۰ ذوالحجہ کو ایک جانور اللہ تعالیٰ کو راہ میں قربان کردیا جائے بلکہ اصل قربانی تو نفس کی قربانی ہے کہ انسان وہ کام بھی ہنسی خوشی کرنے کے لیے تیار ہوجائے جو طبیعت پر بھاری ہو مگر اس کی افادیت بہت زیادہ ہو اور عقل بھی اس کی تائید کرتی ہو، مثلاً آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قربِ قیامت میں عورتوں کی کثرت ہوجائے گی، اب یہ صورتحال ہر آدمی کو نظر بھی آرہی ہے، اس کی وجہ کچھ بھی ہو، اب اس صورتحال سے کیسے نمٹا جائے، ظاہری بات ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ نہیں ہے کہ آبادی میں اناج کی قلت پیدا ہوجائے گی بلکہ ان عورتوں کی کئی دوسری ضروریات بھی ہیں جن میں سے ایک جنسی ضرورت بھی ہے جس کا بہترین حل اللہ تعالیٰ نے نکاح میں رکھا ہے، اور عورت کا نکاح ہوگا مرد سے ہی اگر ہر نوجوان عورت باکرہ، مطلقہ یا بیوہ کا نکاح نہیں ہوگا تو معاشرے میں بہت تیزی سے فساد پھیلے گا، تباہی آئے گی، اور لوگ ضرورتاً عصمت فروشی کا دھندہ کریں گے، (یہ وبا اب وطنِ وزیز میں بھی پھیلتی جارہی ہے مگر اس کی روک تھام کرنے والا کوئی نہیں) ایک پر اکتفا کے بے معنی اور خود ساختہ اصول کے پردے میں لوگ غلط کاریوں میں ملوث ہوں گے، اس حوالے سے امریکہ اور یورپ کی قبیح ترین تصویر ہمارے سامنے ہے۔

عورت اگر بے نکاحی ہے تو ان کے سرپرستوں سے التماس ہے کہ وہ اچھے اور بہت اچھے رشتے کا انتظار کرنے میں اتنی دیر نہ لگائیں کہ پھر دیر ہی ہوجائے، نہ ہی عورتیں حسن و جمال اور حسب و نسب کی آڑ میں اپنی عمر ضائع نہ کریں، اور خود کو نبی کریم ﷺ کی خادمائیں سمجھ کر قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کریں اور اگر خدانخواستہ غیر شادی شدہ مرد دستیاب نہیں تو شادی شدہ مردوں سے نکاح کرلیں، آج کے دور میں لوگ سمجھتے ہیں کہ شائد تعدد ازدواج اور وحدتِ ازدواج میں مقابلہ ہے، لیکن یہ سوچ غلط ہے اصل میں مقابلہ ہے ''محدود تعدد ازدواجی کا لامحدود حرام کاری سے'' اسلام بعض سخت شرائط کے تحت محدود تعدد ازدواجی کی اجازت اس لئے دیتا ہے تاکہ لامحدود حرام کاری کا سدِ باب ہوسکے، مگر جو وحدت ازدواجی کے قائل ہیں ان کے پاس لامحدود حرام کاری کے انسداد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ آج کی عورت یہ بھی سمجھ رہی ہے کہ میرے اوپر کوئی اور عورت آگئی تو میری قدر گھٹ جائیگی، یا نئی آنے والی شوہر پر قابض ہوجائیگی، یہ تاثر بہت ہی غلط ہے جو عورت کو عورت سے یا مرد کو بیوی سے متنفر اور بیزار کرسکتا ہے۔

اسی طرح ایک یا سب ازواج شوہر کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھیں کہ وہ مجھ سمیت تمام ازواج اور

ان کے بچوں کے کفیل ہیں اور بحیثیت شوہر وہ ہمارے سرتاج ہیں، اس طرح ہر بیوی اپنی اپنی جگہ پر ''ملکہ'' کہلائے گی، اپنا غلام سمجھنے والی بیویاں زندگی بھر خود بھی غلام کی بیوی/ بیویاں ہی رہتی ہیں، جب بیوی یا بیویاں اپنے حصے کا کام کریں گی اور اپنے حصے کی شمع جلائیں گی تو کوئی وجہ نہیں کہ شوہر انہیں توجہ اور محبت و پیار کا مستحق نہ سمجھے، کسی بھی طرح سے یعنی قسمیں وغیرہ دے کر شوہر کو تعدد ازدواج سے روکنا تاکہ وہ نکاح ثانی کر کے کسی غریب، بیوہ یا مطلقہ سے نکاح نہ کر سکے، پرلے درجے کی جہالت اور ایک طرح سے جناب رسول اللہ کی مخالفت ہی ہے۔ یہی وہ سنت ہے جسے صحابہ کرامؓ نے کامل طریقے سے اپنایا، آج بھی بلاد عرب میں اس سنت مبارکہ پر بغیر کسی ملامت و کراہت کے عمل کیا جاتا ہے، تو پھر ہمارے ملک میں اس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے، شائد اس کی وجہ یہی ہو کہ ہم ایک عرصے تک ہندؤوں کے ساتھ رہے ہیں اور ان کی تہذیب وثقافت کا ہم پر اچھا خاصا رنگ چڑھا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم جہیز و جائز سمجھنے لگے ہیں جبکہ نکاح ثانی کرنے اور کرانے کو ناجائز، یاد رکھئے کہ اگر شوہر کو جائز اور صحیح راستہ نہیں ملے گا تو اس کے بہکنے اور بھٹکنے کے امکانات واضح اور روشن ہیں۔

کچھ خاندانوں میں دوسری شادی کو لوگ برا بلکہ بدشگونی خیال کرتے ہیں، اُن خاندانوں میں مرد رسم و رواج کے ہاتھوں بری طرح جکڑا ہوا ہوتا ہے، ایسے خاندانوں میں عورت جنہیں اللہ پاک کے حبیب ﷺ نے ناقص العقل قرار دیا ہے وہ بیچاری دین کے معاملے میں بھی اپنی ناسمجھی کے باوجود یا تو دوسری شادی والے مرد سے شادی کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہی ہوتی ہے یا پھر اپنے شوہر کو دوسری شادی سے روک رہی ہوتی ہے، حالانکہ اُس کی ذرا سی قربانی سے کسی دوسری عورت کا گھر بس جاتا ہے اور اس کو باعزت ٹھکانہ مل جاتا ہے، اس کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے تو ایسے میں اُن کو کیا مسئلہ ہے(٦٠) مغرب اسلام کے معاملے میں اخلاقی دیوالیے کا شکار ہے اس کا تھنک ٹینک ایسے ایسے لایعنی سوالات تلاش کر کر کے لاتا ہے جس سے سنا اوقات مرعوبیت کا شکار ہو جاتے ہیں یا وہ موقع کی مناسبت سے انہیں دوٹوک جواب نہیں دے پاتے، ذرا سوچئے کہ یہ کوئی سوال ہے کرنے کا کہ مسلمان مردوں کو تو ایک سے زائد شادیاں کرنے کی اجازت ہے پھر اسلام ان کی عورتوں کو ایک سے زیادہ کردوں کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟ کچھ سر پھیرے کہتے ہیں واہ کیا منطق ہے اُن کے سوال میں، اِس سوال کا جواب اُنہی کے انداز میں تو صرف اور صرف یہی مناسب ہے کہ تم اپنی بیویوں کو جتنے مردوں سے چاہوں بیاہ دو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہے نہ ہوگا، جب کہ اس کا اسلامی اور عقلی جواب یہ ہے کہ اسلام میں عورت کو بیک وقت ایک سے زائد نکاح کی اجازت اس لیے نہیں ہے کہ اس طرح اولاد کا نسب ثابت کرنا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا اور اخلاقیات کا جنازہ نکل جائے گا، ایک عورت کے

کئی حصے داروں میں جنگ چھڑ جائے گی عورت کو ایک وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت تو عیسایت اور یہودیت تک میں بھی حاصل نہیں، پھر اسلام میں اس کی اجازت کس طرح سے اور کیونکر ہوسکتی ہے،جبکہ اسلام نے نسب کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیا ہے کسی آدمی کے نسب کا مشکوک ہوجانا اُس کے لیے زندگی بھر کی شرمندگی کا باعث بن جاتا ہے،اسی لیے اسلام نے عورت کو ایک وقت مین زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں دی اس کی خلاف ورزی کرنے میں پوری نسل کی تباہی کا خطرہ ہے، اسی لیے اللہ نے رشتے متعین کردیئے ہیں کہ فلاں فلاں رشتے حلال ہیں اور فلاں فلاں حرام ہیں کن سے جسمانی تعلق قائم کرنے کی اجازت ہے اور کن سے نہیں، مغربی تہذیب تو یہ ہے کہ عورت سے زیادہ سے زیادہ (بغیر نکاح کے) جنسی تسکین حاصل کی جائے اور کوئی ذمہ داری بھی نہ اٹھانی پڑے اِسی لئے وہ عورت کو ترقی کے سہانے خواب دکھا کر گھروں سے باہر نکال رہے ہیں، اسی لئے مغرب کی سب سے زیادہ توجہ بے حیائی، فحاشی اور عریانی پر ہے، اسی لئے تو امریکی ویورپی معاشرے میں ہر جگہ خواتین اور بچیاں مردوں کی ہوس اور درندگی کا بنتی رہتی ہیں (٦١) ہندومت میں شوہر کے انتقال پر بیوی کو ستی کیا جاتا ہے جب کہ ہمارے مسلم معاشرے میں مرد کو یوں ستی کیا جاتا ہے کہ شدید شرعی ضرورت کے باوجود بھی اُسے نکاح ثانی کی اجازت نہیں ملتی، مفتی ابولبابہ ایک انگریز جاسوس کی یادداشتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمیں (بطورِ) جاسوس ایک خاص ہدف دیکر مسلم معاشروں میں بھیجا جاتا کہ ہم ''تعددِ ازدواج''، ''کثرتِ اولاد'' ، اور ''نکاحِ مسنونہ'' کے خلاف لوگوں کی ذہن سازی کریں بقول مفتی صاحب کے پہلے دونوں معاملات میں تو وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوتے جارہے ہیں (٦٢) محمد روح اللہ فاضل مؤلف ١٩٩٧ کے روزنامہ نوائے وقت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ساؤتھ افریقہ کے شہر جوہنسبرگ میں افریقی چرچ کی ایک تنظیم نے عیسائی مسؤلین سے مطالبہ کیا کہ وہ مقامی عیسائیوں کو ایک سے زائد نکاح کی اجازت دے دیں، کیونکہ اُن کی تحقیق کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں وہ افراد بھی ہیں جنہوں نے دینِ محمدی کی اسی رخصت (نکاحِ ثانی) کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے۔ (٦٣)

بقولِ شاعر

مذہب کی خوبیاں اُسے قائل نہ کرسکیں بس ایک ہی اُصول پر قربان ہوگیا
جُوں ہی سنا کہ چار بھی جائز ہیں بیویاں کلمہ پڑھا اور فوراً مسلمان ہوگیا (٦٤)

مدراس ہندو مہا سبھا نے ہندو لاکمیٹی کے نام جو یادداشت ارسال کی ہے اُس میں پہلی بار ہندو سوسائٹی کے لئے بعض حالات میں تعدد ازدواج کی ضرورت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کو بعض ایسے حالات پیش آرہے ہیں جن میں ایک ایک مرد کو کئی کئی عورتوں سے شادی کی اجازت ہونی

چاہیے(۶۵)ڈاکٹر میمونہ اپنے مقالے میں لکھتی ہیں کہ آج کے بہت سے مسائل میں سے ایک مسئلہ خواتین کی کثرت کا بھی ہے مردوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے لڑکوں کے والدین بیٹے کی شادی امیر گھرانوں میں کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں جہاں جہیز بھی انہیں زیادہ ملے، اسی طرح لڑکیاں تعلیم و ہنر میں آج مردوں پر فائق ہیں پس لڑکی والوں کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی داماد ایسا تلاش کریں جو اگر لاکھوں میں ایک نہیں تو کم از کم ہزاروں میں تو ضرور ایک ہو، یاد رہے کہ یہ سب کاروائیاں لڑکے کے دین وتعلیم کے لئے نہیں بلکہ اس کے مال و دولت کے لیے ہوتی ہیں، پہلے تو لڑکے کی شرافت اور روزگار دیکھ کر والدین بیٹیاں بیاہ دیتے تھے مگر آج انہی چیزوں نے ملکر شادی کے اس خوبصورت بندھن کو مسئلہ بنادیا ہے۔(۶۶) خواتین کی شادی میں تاخیر کی ایک وجہ خوبصورت اور کم عمر شوہر کی تلاش ہے، لہذا آئیڈیل شوہر کی تلاش میں اکثر اوقات لڑکیاں اپنی شادی کی اصل عمر کھو بیٹھتی ہیں، پھر یا تو اُن کی شادی نہیں ہو پاتی یا وہ خود شادی سے انکار کر دیتی ہیں اور زندگی بھر بغیر شوہر کے بھائیوں اور والدین کے گھروں پر ایک بوجھ کی شکل میں یا بھائیوں کی اولادوں کی خدمت کرنے اور بھابھیوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں زندگی گذار دیتی ہیں، حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ شادی انسان کی جسمانی اور نفسیاتی ضرورت ہے یہ ایک فطری تقاضا ہے جس میں بلاوجہ کی تاخیر کسی بھی طرح سے مناسب نہیں ایسے خواتین وحضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ تعدد ازدواج پر بھی غور کریں یہ اللہ کے نبی کہ سنت مبارکہ بھی ہے اور آج کے دور کی ضرورت بھی جس سے سر مو انحراف نہیں کیا جا سکتا، ہماری ایک ہاں سے کتنے لوگوں کی عزت وعفت محفوظ ہو جائے گی اور کتنے ہی لوگوں کو برائی سے بچانے کے لئے ہم ذریعے کے طور پر کام آسکتے ہیں، آج یورپ کے نام نہاد دانشوروں نے ہمیں بھوک وافلاس کا خوف دلا کر شادی ،دوسری شادی اور بچوں کی پیدائش اور اُن کے اخراجات کا خوف دلا کر ہمیں یعنی مسلمانوں کو مخمصے میں ڈالا ہوا ہے، آج نکاح ثانی کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے زنا اور غلط ذرائع کی طرف نہ صرف راغب کیا جاتا ہے بلکہ اس کے لئے حالات بھی سازگار کئے جاتے ہیں، آج نکاح جیسے مقدسُ بندھن کو محض تفریح وطبع اور تسکین شہوت کا ایک راستہ سمجھا جارہا ہے یہی وجہ ہے کہ کچے ذہن کے لوگ بہر کیف جلد یا بہ دیر اس بندھن سے گلو خلاصی اختیار کر لیتے ہیں، یہی وجہ ہے آج طلاق کے رجحان میں ماضی کی نسبت خطرناک حد تک اضافہ ہوتا جارہا ہے، یہی وجہ ہے کہ طلاق کی اس اصطلاح کو وطن عزیز میں اسلامی نظریاتی کونسل، پارلیمنٹ ہاؤس، اور عدلیہ وغیرہ میں زیرِ بحث لاکر مبہم باتیں یا مبہم مباحثے کرا کے اہلِ وطن کو پریشان کیا جاتا ہے، اس حوالے سے تمام مکتبہ ہائے فکر کے علما کی مشاورت سے عوام کی کامل رہنمائی بہت ضروری ہے، حکومت اور علمائے وقت کی مشاورت سے تعدد ازدواج کو اصول وضوابط کے

ساتھ سب کے لئے قابل قبول بنا کر نافذ کیا جائے ، تا کہ بیوہ اور مطلقہ سمیت ہر مرد و عورت پورے اطمینان و یکسوئی کے ساتھ نکاح ثانی کو با آسانی اپنا سکیں، ایسا کرنے سے جہاں ایک مظلوم سنت پر عمل آسان ہو گا وہیں فحاشی و بے راہ روی کا پوری طرح سے سد باب بھی ہو پائے گا۔ اِس سلسلے میں میں نے اپنے استاذِ محترم جناب ڈاکٹر حسام الدین منصوری سے ایک مختصر انٹرویو کیا تو انہوں نے بڑی اچھی طرح سے اس حوالے گفتگو فرمائی جس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ یورپ و امریکہ اسلام کے خلاف محاذ کھڑا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اسی لئے وہ بوکھلا کر بے تکے سوالات کرتا رہتا ہے اُن کے نام نہاد دانشوروں کو یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی کہ اسلام تو بذریعہ نکاح صرف چار کی ایک وقت میں اجازت دیتا ہے جب کہ اُن کے معاشروں میں محبت اور دوستی کے نام پر عورت کو ٹشو پیپرز کی طرح استعمال کرنا عام ہے اور وہاں اس حوالے سے کوئی قانون اور اخلاقیات بھی نہیں جب اُن کے معاشرے کا مرد عورت یا کئی عورتوں کی رضامندی سے اُن کی عزت و عصمت سے کھیلتا ہے تو اسے قانونی اور اخلاقی تحفظ کیوں دیا جاتا ہے اور عورتوں کے حقوق کے یہ نام نہاد علمبردار اُس وقت کہاں ہوتے ہیں چونکہ وہاں عورتوں کی ناموس محفوظ نہیں اسی لئے وہاں کا معاشرہ برباد ہو رہا ہے وہاں کے لوگ دراصل عورتوں کے حقوق کی جنگ نہیں لڑ رہے بلکہ وہاں کی عورتوں کی تذلیل کر رہے ہیں ستم ظریفی دیکھئے کہ وہاں کے معاشرے میں عورت کی اُس وقت تک قدر و قیمت ہے جب تک وہ جوان ، پر کشش اور حسین رہتی ہے اس کے بعد وہ پسِ پردہ چلی جاتی ہے اور کوئی اس کا پرسانِ حال نہیں رہتا (٦٧) یہ اسلام یہ ہے جو بڑھاپے میں بھی ساتھ دیتا ہے اور میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کا پردہ قرار دیتا ہے ، ارشاد خرائے بزرگ و برتر ہے : ھن لباس لکم و انتم لباس لھن ، (٦٨) یعنی وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو، عربی قواعد کے اعتبار سے یہاں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو تعدد ازدواج کی طرف بھی اشارہ ہے، ایک سے زائد نکاح کرنے والے تمام برادرانِ اسلام سے التماس ہے کہ وہ اپنے عمل سے عدل کرنے کی پوری پوری سعی کرتے رہیں، ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کو پڑھتے ہی رہیں اور اس کی روح کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ لوگوں کا نکاح ثانی سے متعلق اعتماد بحال ہو سکے اور یہ سنت مبارکہ پھر سے زندہ ہو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنا وقت بیویوںؓ کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم فرمایا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ دعا کا بھی معمول رکھتے تھے،

اللّٰهم! هٰذا قسمي فيما املك، فَلَا تلمني فِيما تملِكُ وَلَا أَملِكُ(٦٨)

اے اللہ! جہاں تک میرے بس کی بات ہے میری تقسیم یہی ہے جو کچھ تیرے

کنٹرول میں ہے اور میرے کنٹرول میں نہیں مجھے اُس کا ذمہ دار نہ ٹھہراتا۔

ناچیز و خاکسار پورے خلوص وسچائی کیساتھ احساس کرتے ہوئے اپنی خدمات پیش کرتا ہے اور اپنے عملی تعاون کا بھرپور یقین دلاتا ہے اور ان نوجوانوں اور بزرگوں سے رہنمائی کے لئے میدان عمل میں آنے کی درخواست بھی کرتا ہے جو معاشرے میں خیر کے پودوں کو بڑھتے اور نشوونما پاتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، برقی رابطے کا ایڈریس ذیل میں دیا جارہا ہے ملاحظہ فرمائیے

arshadis@live.com

آخر میں بس اتنا ہی عرض ہے۔

اتنی دروغ گوئی کہ سچ کا گمان ہو — منفی پروپیگنڈا تماشا ہے وقت کا
جب کفر کی اکائی نے بھڑکائی ہر سو آگ — تو تعددِ ازدواج بس تقاضا ہے وقت کا

مصادر و مراجع:

۱۔ صلاح الدین یوسف، حافظ، خواتین کے امتیازی مسائل، دارالاسلام، س ن، صفحہ ۲۵

۲۔ محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، محسنِ انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۹، صفحہ ۳۰۴۔۳۰۵

۳۔ ایضاً صفحہ ۳۰۷

۴۔ ناز، ایس ایم، اسلام میں عورت کی قیادت، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۸۹، صفحہ ۲۵

۵۔ لیلیٰ احمد، عورت جنسی تفریق اور اسلام، مترجم: خلیل احمد مشعل لاہور، ۱۹۹۵، صفحہ ۲۸

۶۔ محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، محسنِ انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۹، صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵

۷۔ ایضاً صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸

۸۔ pg ,Eithics,Network 1921 &Encyclopedia of Religion V,vol,271

۹۔ محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، محسنِ انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۹، صفحہ ۳۴۷، ۳۴۹

۱۰۔ بدایونی، محمد اسمٰعیل، عورت تقدیس ملت، اسلامی ریسرچ سوسائٹی، کراچی، ۲۰۱۰، صفحہ ۶۲

۱۱۔ ایضاً صفحہ ۶۵، ۶۶

۱۲۔ محولہ بالا، محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، محسنِ انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق، دصفحہ ۳۴۰، ۳۴۱

۱۳۔ ایضاً صفحہ ۲۵۳
۱۴۔ محولہ بالا، بدایونی، محمد اسماعیل، عورت تقدیس ملت، اسلامی ریسرچ سوسائٹی، صفحہ ۱۴۱
۱۵۔ القرآن الحکیم، سورہ النور: ۲۳
۱۶۔ مقالہ نگار: میمونہ سعید، ڈاکٹر، تاخیر سے شادیوں اور اس کے معاشرتی مضمرات کا مطالعہ، ۲۰۰۶، صفحہ ۳۶،۳۵
۱۷۔ ولی الدین، احمد بن عبد اللہ، امام، مشکوٰۃ المصابیح: مترجم: ابو انس محمد سرور گوھر، مکتبہ اسلامی، کراچی، ۲۰۰۸، ج ۲، صفحہ ۲۷۶
A-17۔ بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، ج۷، ص ۳، رقم الحدیث: ۵۰۶۶
۱۸۔ سنن ابنِ ماجہ، کتاب النکاح، بان تزویج الحرائر والولود، ج ۱، ص۱۹۸، رقم الحدیث: ۱۸۶۲،
۱۹۔ شعب الایمان : فصل فی ترغیب فی النکاح لما فیہ من العون علی حفظ الفرج، ج۷، ص ۳۴۰، رقم الحدیث: ۵۱۰۰
۲۰۔ مسند احمد، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری، ج۳۵، ص۳۵۵، رقم الحدیث: ۲۱۴۵۰
۲۱۔ صحیح بخاری، باب کثرۃ النکاح، ج۷، ص ۳، رقم الحدیث ۵۰۶۹
۲۲۔ نقشبندی، محمد روح اللہ، مولانا، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، الحبر اس، ادارہ الانور، بنوری ٹاؤن کراچی، س ن، صفحہ ۲۱، ۲۲
۲۳۔ ایضاً صفحہ ۲۷
۲۴۔ القرآن الحکیم، سورہ النور: ۲۳
۲۵۔ القرآن الکریم
۲۶۔ ظفیر الدین، مفتی، اسلام کا نظام عفت، دار الناشر، مردان، ۲۰۱۵، صفحہ ۱۶۲
۲۷۔ ایضاصفحہ ۲۱۲
۲۸۔ ملتانی، اسحاق، ایک سے زائد نکاح سنتِ نبوی، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، صفحہ ۴۰
۲۹۔ مقالہ نگار: علوینہ افسر، ڈاکٹر، مذاہب عالم کے تناظر میں خواتین کے حقوق و مسائل عصر حاضر کے خصوصی مطالعے سے، ۲۰۰۹، صفحہ ۴۸۱

۳۰۔ نقشبندی، روح اللہ، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ ۹۷
۳۱۔ محولہ بالا: مقالہ نگار: علوینہ افسر، ڈاکٹر، مذاہب عالم کے تناظر میں خواتین کے حقوق و مسائل عصر حاضر کے خصوصی مطالعے سے، ۲۰۰۹، صفحہ ۴۴۲
۳۲۔ عبدالحق، مجلہ معارفِ اسلامیہ، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی، صفحہ ۱۵۹
۳۳۔ ایضاً
۳۴۔ ملتانی، اسحاق، ایک سے زائد نکاح سنتِ نبوی، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، صفحہ ۱۱۳
۳۵۔ ایضاً صفحہ ۱۱۲
۳۶۔ ایضاً صفحہ ۱۰۹
۳۷۔ ذاکر نائک، ڈاکٹر، اسلام میں خواتین کے حقوق، فضلی بک سنٹر، کراچی، ۲۰۰۶، صفحہ ۲۶
۳۸۔ محولہ بالا: ملتانی، اسحاق، ایک سے زائد نکاح سنتِ نبوی، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، صفحہ ۱۳
۳۹۔ ایضاً
۴۰۔ امرتسری، ثناء اللہ، مولانا، تفسیر ثنائی، ادارہ ترجمان القرآن، مکتبہ نعمانی، ۱۹۷۱، صفحہ ۲۸۵
۴۱۔ محولہ بالا: محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، محسنِ انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق، بحوالہ سیرت ہشام و السیرۃ النبویہ، صفحہ ۲۹۶
۴۲۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت ۳
۴۳۔ سعودی قرآن ترجمہ وتفسیر اُردو، شاہ فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود کی جانب سے ھدیہ برائے حجاج، شاہ بہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس س ن، صفحہ ۲۰۲
۴۴۔ **کتاب التفسیرالقرآن(ابی بکر بن محمد بن ابراھیم بن المنذر)دارلماثر، ۱۴۲۲ھ، صفحہ ۵۵۵**
۴۵۔ **السیوطی، جلال الدین، متوفی ۹۱۱، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۳، ج ۲، ص ۲۸**
۴۶۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء: ۱۲۹
۴۷۔ محولہ بالہ، عبدالحق، مجلہ معارف اسلامیہ، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی، صفحہ ۱۵۹
۴۸۔ محولہ بالہ، صلاح الدین یوسف، حافظ، خواتین کے امتیازی مسائل، صفحہ ۲۰۹
۴۹۔ ایضاً صفحہ ۲۱۰
۵۰۔ ایضاً صفحہ ۲۱۱

۵۱۔ شادی سے شادیوں تک، صفحہ ۱۲۵

۵۲۔ محولہ بالہ، نقشبندی، روح اللہ، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ ۶۱

۵۳۔ محولہ بالہ، صلاح الدین یوسف، حافظ، خواتین کے امتیازی مسائل، صفحہ ۲۱۲

۵۴۔ محولہ بالہ، ذاکر نائک، ڈاکٹر، اسلام میں خواتین کے حقوق، صفحہ ۹۱

۵۵۔ محولہ بالہ، نقشبندی، روح اللہ، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ ۶۳

۵۶۔ ایضاً صفحہ ۶۴

۵۷۔ تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، جدید مرکزی ادارہ تخلیقات، لاہور، س ن، ج ا، صفحہ ۴۵

۵۸۔ محولہ بالہ، نقشبندی، روح اللہ، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ ۶۵

۵۹۔ شادی سے شادیوں تک، صفحہ ۱۲۷

۶۰۔ محولہ بالہ، نقشبندی، روح اللہ، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ ۴۷، ۵۷

۶۱۔ انور یوسف، کالم نگار، (مغرب سے چند باتیں)، روزنامہ اسلام کراچی، بروز اتوار، ۲۰ دسمبر، ۲۰۱۵، صفحہ ۴

۶۲۔ محولہ بالا: ملتانی، اسحاق، ایک سے زائد نکاح سنتِ نبوی، صفحہ ۲۰

۶۳۔ محولہ بالہ، نقشبندی، روح اللہ، اسلام میں چار شادیوں کی شرعی حیثیت، صفحہ ۶۲

۶۴۔ شوکت جمال، اردو کی شگفتہ شاعری اور ہمارے رسم ورواج، فضلی سنز کراچی، ۲۰۱۲، صفحہ ۸۱

۶۵۔ محولہ بالہ، ظفیر الدین، مفتی، اسلام کا نظام عفت، ۲۰۱۵، صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳

۶۶۔ محولہ بالہ مقالہ نگار: میمونہ سعید، ڈاکٹر، تاخیر سے شادیوں اور اس کے معاشرتی مضمرات کا مطالعہ، صفحہ ۲۱

۶۷۔ انٹرویو: منصوری، حسام الدین، ڈاکٹر، بروز بدھ، ۴ نومبر، ۲۰۱۵، بمقام: جامعہ کراچی

۶۸۔ القرآن الکریم: سورۃ البقرۃ، آیت، ۱۸۷

۶۹۔ ہرش، اُم عبد الرحمٰن، (مترجم: محمد یحیٰی خان) شادی سے شادیوں تک، دارالسلام لاہور، س ن، صفحہ ۴۶